ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.4 (2024)
(October to December)

ٹینی سن کی شاعری میں عناصرِ مابعد الطبیعات کے علامہ اقبال اور میرا جی پر اثرات

Influence of Elements of Metaphysics in Tennyson's poetry on Allama Iqbal and Meera G

منور احمد

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو گورنمنٹ گریجویٹ کالج، بھکر

ڈاکٹر مزمل حسین

پروفیسر، شعبہ اُردو، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈی۔ آئی۔ خان

Munawar Ahmad

Assistant Professor, Department of Urdu, Government Graduate College Bhakkar

Dr. Muzamil Hussain

Professor, Department of Urdu, Qurtaba University of Science and Information Technology, D.I Khan.

Abstract:

The era of queen Victoria was a period of conflict between religion and science. In response to this collision, element metaphysics were included in the poetry of this age. At that time Tennyson was poet laureate. Metaphysics through are the epitome of Tennyson poetry. The author claims that Iqbal's idea of death and love and life after death are the corollary of Tennyson's influence. The existence of life after death is the common concept of Tennyson and Iqbal. The author also stresses that metaphysics element in the poetry Meera G are result of influence of Tennyson poetry. In this poem, Mira G is seeking peace and eternity, and eternity feels like it is calling him in whispers. The concept of mother is presented in a broader context; the real mother is the one who called Mira G by writing him a letter, while the other mother is eternal life. This eternal aspect is leading his heart toward profound fatigue, and Mira G equates this eternity with the embrace of his mother. He listens to the voices of eternity and continues to hear them in whispers.

Keywords: religion and science, Metaphysics, Meera G, peace and eternity, whispers, eternal aspect, whispers

ملکہ وکٹوریہ کا دور برطانیہ میں انگریزی ادب اور انسان کی ارتقائی تاریخ میں مذہب اور سائنس کی کشمکش کا دور ہے۔ یہ دور تاریخِ انگلستان میں تبدیلیوں کا دور بھی کہلاتا ہے۔ اس عہد میں برطانیہ نے ہر میدان میں ترقی کی مختلف منازل کو بھی طے کیا۔ ٹینی سن ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں ملک الشعراء کے منصب پر فائز تھا اور وکٹورین دور کی شاعری کا نمائندہ شاعر بھی تھا۔ ملکہ وکٹوریہ کا دور تاریخِ انگلستان کا سنہری دور کہلاتا ہے، جب برطانوی حکومت پانچ برِاعظموں اور سات بڑے سمندروں پر محیط تھی۔ یہ دور مادہ پرستی اور تجارتی مفادات کا زمانہ تھا۔ تب ایسٹ انڈیا کمپنی East India Company ہندوستان میں غاصبانہ قبضہ مکمل کر چکی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب ملکہ وکٹوریہ کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اس عروج کے دور میں الفرڈ ٹینی سن کا ملکہ وکٹوریہ کے دربار میں طوطی

بولتا تھا۔ ٹینی سن کی شاعری میں ہمیں تصورِ حیاتِ انسانی اور تصورِ حیات بعد الموت کا ذکر ملتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ عناصرِ ما بعد الطبیعات بھی ٹینی سن کی شاعری میں دکھائی دیتے ہیں۔

اس کے ہاں اٹھارویں صدی کی کلاسیکل شاعری کی روایات اور انیسویں صدی کی شعر گوئی کی دنیا کی رومانویت ایک ساتھ رواں دواں نظر آتی ہے۔ابتدائی دور میں ٹینی سن کو برطانوی سماج میں پذیرائی نہیں ملی۔ مگر جب ۱۸۴۲ء میں اس کا نیا مجموعہ کلام منظرِ عام پر آیا تو وہ شہرت کے بامِ عروج پر جا پہنچا۔ دی لیڈی آف شالوط، نرگس خور، اور فن کا مقام، وہ نظمیں ہیں جن میں فطرت نگاری اور عوام کی نفسیاتی سوچ اور سماجی عوامل، اور تہذیبی ارتقاء کے متعلق فکری اشارے ملتے ہیں۔

ان کی نظم "In Memoriam" ۱۸۵۰ میں منظر عام پر آئی۔ یہ دراصل ایک مرثیہ نما نظم ہے۔ جو اس نے اپنے جگری دوست "ہیلم" کی موت پر لکھی تھی۔ اس نظم میں شروع سے آخر تک ایک رجائیت سے بھرپور لہر موجود ہے۔ جو کہ شاعر کے نظریہ محبت کی غماز ہے۔ ٹینی سن اس نظم میں موت اور ابدیت کے نظریے اور عنصر کو دنیا کے سامنے لاتے ہیں۔انھوں نے اس نظم میں سمندر کو ابدیت کے روپ میں پیش کیا ہے۔ "Idylls Of The King" نام کی ٹینی سن کی اس نظم میں ملکہ وکٹوریہ کے عہد زریں کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔ یہ نظم مکمل طور پر وکٹوریائی دور کی خصوصیات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔اور اس نظم میں ٹینی سن کا فن عروج پر دکھائی دیتا ہے۔ یہ نظم اپنے بیانیہ انداز کی وجہ سے شہرت کی حامل ہے۔ اس نظم کا شمار ملکہ وکٹوریہ کے زمانے کی نمائندہ نظموں میں ہوتا ہے۔اہم بات یہ ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کے دور کی "پری رفلائٹ موومنٹ" کے اثرات بھی ٹینی سن پر پائے جاتے ہیں۔ انگریزی شاعری میں "پری رفلائیٹ موومنٹ" کے متعلق رانا خضر سلطان لکھتے ہیں:

> "پری رفلائیٹ تحریک کو ایک اور نشاۃِ ثانیہ بھی کہا جاتا ہے۔۱۸۲۱ء اور ۱۸۲۴ء کے درمیانی عرصہ میں کیٹس ،شیلے،اور بائرن کی موت کے بعد لگتا تھا کہ انگریزی شعر و سخن کی محفل اب ویران ہوگئی ہے۔ودرڈز سورتھ ابھی زندہ تھا۔ لیکن اپنی بہترین تخلیقات پیش کر چکا تھا۔یہ رومانویت کے زوال کا دور تھا۔اور اسی دور میں شاعروں کی ایک نئی نسل سامنے آرہی تھی۔جو آکسفورڈ موومنٹ،اطالوی رومانویت ، اور جمال پسندی سے متاثر تھی۔یوں بھی پری رفلائیٹ موومنٹ کا تعلق شاعری کے مقابلے میں مصوری سے زیادہ ہے"(۱)

ٹینی سن ملکہ وکٹوریہ کے دربار کا سب سے بڑا شاعر تھا۔ ٹینی سن کی شاعری میں "Metaphysical Elements" کا گہرا عکس دکھائی دیتا ہے۔ ٹینی سن نے اپنی شاعری میں زندگی، وجودیت، موت، خدا اور دوسرے روحانی مسائل کو پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری میں انسانی زندگی کی بے ثباتی کا تذکرہ ملتا ہے۔ اور ان کی شاعری میں وقت کی بدلتی اور گزرتی ہوئی فطرت ناظق پر غور و خوض کیا گیا ہے۔ ٹینی سن، اپنی شاعری میں اکثر مقامات پر میٹافزیکل خیالات کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں زندگی کی حقیقت اور کائنات میں اس کا وجود، وہ مابعد الطبعیاتی عناصر ہیں جن کا تذکرہ ہم الفرڈ ٹینی سن کی شاعری میں دیکھتے ہیں۔ تصورِ فنا اور ابدیت کے متعلق واضح ترین خیالات کی عکاسی ٹینی سن کی نظم "Crossing the Bar" میں بھی ہوئی ہے۔اس نظم میں ٹینی سن فرماتے ہیں:

"Sunset and evening star,
And one clear call for me!

And may there be no moaning of the bar,
When I put out to sea,
But such a tide as moving seems asleep,
Too full for sound and foam,
When that which drew from out the boundless deep
Turns again home.
Twilight and evening bell,
And after that the dark!
And may there be no sadness of farewell,
When I embark;
For the' from out our bourne of Time and Place
The flood may bear me far,
I hope to see my Pilot face to face
When I have cross'd the bar.(۲)

ٹینی سن کی نظم "گراسنگ دی بار" میں مابعد الطبیعاتی عناصر کا واضح طور پر تصور سامنے آتا ہے۔ ٹینی سن کی شاعری میں ہمیں تصورِ حیات انسانی اور تصورِ حیاتِ بعد الموت کا ذکر ملتا ہے۔ اور مابعد الطبیعاتی عناصر ٹینی سن کی شاعری میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ ٹینی سن نے وصیت کی تھی کہ اس نظم کو اس کے مجموعہ کلام کے تمام نظموں کے آخر پر جگہ دی جائے لفظ "BAR" اس نظم میں حد فاصل کے طور پر آیا ہے جو حیات انسانی اور حیات بعد الممات کی زندگی کے دائروں کی لکیروں پر سرحد کو واضح کرتا ہے۔ وہ جب بھی اس لفظ کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہ ارواح عالم کو دنیا سے واپسی کے متعلق بتاتے ہیں کہ یہ زندگی چند روزہ ہے اور اس کے بعد ہمیشہ کے لیے دائمی زندگی نصیب ہو گی، اس نظم میں روح عالم کی جانب ایسے عالم کی جانب سفر کرتی دکھائی دیتی ہے جہاں سے واپسی ناممکن ہے اور یہ سب کچھ ٹینی سن کے نظریہ مابعد الطبیعات کے عناصر ہیں کیونکہ وہ دنیا کے بعد کی زندگی کی ماہیت پر غور و فکر کرتا ہے جس کا وجود اس موجودہ دنیا سے مختلف ہے۔ اس نظم میں تصور حیات بعد الممات بہترین انداز میں پیش ہوا ہے سمندر اس نظم میں موت کے بعد لامحدود زندگی کا بلیغ استعارہ ہے۔ ٹینی سن کی اس نظم میں سمندر کا پر سرار سکون اور لہروں کا اطمینان ابدی زندگی کی علامت ہے جو کہ مادیت کی دنیا سے مختلف ہے اس نظم "Crossing The Bar" میں رات اور شفق ذکر اس سفر کو مزید مقدس اور پر اسرار بناتا ہے۔ اس نظم سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر کو یقینِ کامل ہے کہ موت کے بعد روح حفاظتِ خداوندی میں چلی جاتی ہے۔ اس نظم کے آخر میں شاعر خداوند تعالی سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ میٹافزکس کے تصورات کے مطابق شاعر کی روحانی سوچ ہے۔ اس نظم میں شاعر نے مابعد الطبیعات کے پیچیدہ مسائل کو نہایت سادگی سے پیش کیا ہے۔ ٹینی سن اپنے دوست "ہیلم" کی موت پر کہتے ہیں:

"Break, break, break,
On thy cold gray stones, O Sea!
And I would that my tongue could utter
The thoughts that arise in me.
And the stately ships go on
To their haven under the hill;

But O for the touch of a vanished hand,

And the sound of a voice that is still!

Break, break, break

At the foot of thy crags, O Sea!

But the tender grace of a day that is dead

Will never come back to me.(۳")

اقبال کی نظم "عشق اور موت" ٹینی سن سے ماخوذ ہے۔ پس یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ اقبال نے ٹینی سن کی نظم " Love And Death" سے گہرے اثرات قبول کیے ہیں۔ لہذا ٹینی سن کا نظریہ حیات بعد الموت اقبال کے نظریہ مابعد الطبعیات سے مکمل طور پر ہم آہنگ دکھائی دیتا ہے۔ اقبال کی نظم "عشق اور موت" میں اقبال کا نظریہ فنا اور ابدیت ٹینی سن کے خیالات کے متوازی سفر کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ٹینی سن فرماتے ہیں:

"What time the mighty moon was gathering light
Love paced the thymy plots of paradise
And all about him roll'd his lustrous eyes;
When turning round a cassia, full in view,
Death walking all alone beneath a yew,
And talking to himself,first met his sight.
You must begone,said death , these walk are mine,
Love wept and spread his sheeny vans for flight;
Yet are he parted said, this hour is thine;
Thou art the shadow of life, and so the tree
Stands in the sun and shadows all beneath,
So in the light of great eternity
Life eminent creates the shade of death.
The shadow passed when the tree shall fall," (۴)

علامہ اقبال نے ٹینی سن کی نظم "محبت اور موت" سے متاثر ہو کر اپنی نظم "عشق اور موت" لکھی ہے۔ اقبال کے نزدیک موت ایک پردہ ہے، جس کے بعد ایک اور زندگی شروع ہوتی ہے۔ یعنی موت ایک نئے عہد کا آغاز ہے اور وہ اسے ایسی دنیا میں لے جاتی ہے جو ہماری اس دنیا سے مختلف ہے۔ نظم میں اقبال زندگی کی بقا اور روح کی حقیقتوں پر غور کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ علامہ اقبال کی نظم "عشق اور موت" اور ٹینی سن کی نظم "محبت اور موت" کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر اکبر حسین قریشی لکھتے ہیں:

> "اقبال کی نظم "عشق اور موت" میں ٹینی سن کی نظم کے مقابلے میں پس منظر تفصیل سے دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ٹینی سن کی نظم میں عشق، موت کے مقابلے میں اپنی فضیلت کا خود اعلان کرتا ہے اور اقبال کے ہاں موت، عشق کی فضیلت کو تسلیم کرتی ہے۔ خیال کی

مماثلت کے باوجود فنی اور فکری اعتبار سے اقبال کی نظم ٹینی سن کی نظم کے مقابلے میں زیادہ وزنی اور دلکش ہے"(۵)

اقبال فرماتے ہیں:

"سہانی نمود جہاں کی گھڑی تھی
تبسم فشاں زندگی کی کلی تھی
کہیں مہر کو تاج زر مل رہا تھا
عطا چاند کو چاندنی ہو رہی تھی
کہیں شاخ ہستی کو لگتے تھے پتے
کہیں زندگی کی کلی پھوٹتی تھی
فرشتے سکھاتے تھے شبنم کو رونا
ہنسی گل کو پہلے پہل آ رہی تھی
عطا درد ہوتا تھا شاعر کے دل کو
خودی تشنہ کام مے بے خودی تھی
زمیں کو تھا دعوی کہ میں آسماں ہوں
مکاں کہہ رہا تھا کہ میں لامکاں ہوں(۶)

ثناءاللہ ڈار میر اجی کی شاعری میں تمام عناصر مابعد الطبیعات انگریزی لٹریچر کے اثرات کا نتیجہ ہیں، ان کی شاعری میں زندگی، موت، روحانیت اور کائناتی حقیقتوں پر گہرے تفکر کا اظہار ملتا ہے۔ میر اجی کی شاعری میں مابعد الطبیاتی عناصر اور مابعد الطبیاتی سوالات جیسے زندگی کا مقصد روح، ابد اور حقیقت کی نوعیت کو ایک خاص شاعرانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کی نظموں میں ایک ایسی دنیا کا تصور ملتا ہے جو مادی حدود سے ماورا معلوم ہوتی ہے۔ وہ کائنات کی حقیقت کو گہرے پیچیدہ مسائل کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اور ان مسائل کو سمجھنے کے لیے میر اجی کے مطابق انسانی عقل محدود ہے۔ ان کی شاعری میں بعض اوقات دنیاوی امور کو ایک عارضی حالت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جہاں انسان اپنی حقیقت اور اصلیت کی تلاش میں گھوم رہا ہے۔ اس کے علاوہ عشق کا تصور بھی ان کے ہاں ما بعد الطبیعاتی رنگ میں نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ جہاں عشق کی بنیادی حقیقت اس مادیت کی دنیا سے بالاتر ہو کر روحانیت کے ساتھ منسلک ہو جاتی ہے۔ میر اجی کی شاعری پر یہ تمام اثرات انگریزی شاعری کی مرہون منت ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے تحلیل دھرتی ثقافت کے جو عناصر میر اجی میں دریافت کیے اور دھرتی پوجا کا نظریہ اردو شاعری کی دنیا میں پیش کیا۔ اور ان تمام عناصر کا تعلق مابعد الطبیعات سے ہے۔ ایسے تمام عناصر ہمیں میر اجی کی شاعری میں واضح نظر آتے ہیں۔۔ میر اجی کی شاعری میں قدیم ہندوستان کی دیومالا (Ancient Indian Metheology) مابعد الطبیعاتی اندازِ فکر کا بلیغ استعارہ ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

"اُردو نظم کے اس پس منظر میں میر اجی کی نظمیں دھرتی پوجا کی انوکھی مثال پیش کرتی ہیں۔ یہ کہنا زیادہ درست ہو گا کہ اُردو نظم میں میر اجی وہ پہلا شاعر ہے جس نے محض

رسمی طور پر ملکی رسوم، عقائد اور مظاہر سے وابستگی کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی مغربی تہذیب سے رد عمل کے طور پر اپنے وطن کے گیت گائے بلکہ جس کی روح دھرتی ماتا کی روح سے ہم آہنگ اور جس کا سوچنے اور محسوس کرنے کا انداز قدیم ملکی روایات، تاریخ اور دیومالا سے ہے۔"(۷)

میرا جی اور ٹینی سن کے فکری زاویوں کی ایک قدر تو گہری حد تک مشترک ہے اور دونوں کے فکری زاویے ایک ہی سمت میں جاتے دکھائی دیتے ہیں کہ اُن دونوں نے موت کو زندہ حالت میں قریب سے دیکھا اور موت کی آواز کو سنا اور اُس کی مقناطیسی کشش کو محسوس کیا ہوتا ہے۔ ٹینی سن کی مانند میرا جی نے بھی موت کا قریب سے مشاہدہ کیا اور اس کی آواز کو سُنا۔ "سمندر کا بلاوا" میرا جی کی درد سے بھرپور نظم ہے، اس نظم میں میرا جی کی موت کی آواز کو سنا جا سکتا ہے اور اس کے لمس کو میرا جی نے اپنی زندگی ہی میں محسوس کیا اور میرا جی کے موت سے متعلق احساسات اس نظم میں خاص اندازِ فکر لیے ہوئے ہیں۔ میرا جی اپنی اس نظم میں فرماتے ہیں۔

"یہ سرگوشیاں کہہ رہی ہیں اک آؤ کہ تم کو بلاتے بلاتے
مرے دل یہ گہری تھکن چھا رہی ہے
کبھی ایک پل کو کبھی ایک عرصہ صدائیں سُنی ہیں
مگر یہ انوکھی ندا آ رہی ہے
بلاتے بلاتے تو کوئی نہ اب تک تھکا ہے نہ
آئندہ شاید تھکے گا
مرے پیارے بچے مجھے تم سے کتنی محبت ہے! دیکھو
اگر یوں کیا تو برا مجھ سے،
بڑھ کر نہ کوئی بھی ہو گا: خدایا۔ خدایا!
کبھی ایک سسکی، کبھی اک تبسم، کبھی صرف تیوری
مگر یہ صدائیں تو آتی رہی ہیں
انھیں سے حیاتِ دو دورزہ ابد سے ملی ہے
مگر یہ انوکھی ندا جس پہ گہری تھکن چا رہی ہے
یہ ہر ایک صدا کو مٹانے کی دھمکی دیے جا رہی ہے
اب آنکھوں جنبش نہ چہرے پہ کوئی تبسم نہ تیوری
فقط کان سنتے چلتے جا رہے ہیں"(۸)

میرا جی اپنی اس نظم میں سکون اور ابدیت کی تلاش کر رہے ہیں اور ابدیت اسے سرگوشوں کی صورت میں اپنی جانب بلاتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ اس نظم میں ماں کا تصور ایک وسیع تناظر میں لیا گیا ہے، حقیقی ماں تو وہ ہے جس نے میرا جی کو خط لکھ کر بلایا تھا دوسری ماں حیات ابدی ہے۔ جو اس کے دل کو گہری تھکن کی طرف لے جا رہی ہے اور میرا جی نے اس ابدیت کو بھی اپنی ماں کی آغوش

کے برابر قرار دیا ہے وہ ابدیت کی صدائیں سنتا ہے اور سرگوشوں کے انداز میں سنتا ہی چلا جارہا ہے۔ میرا جی اسی نظم میں مزید فرماتے ہیں:

"یہ ایک گلستاں ہے، ہوا لہلاتی ہے، کلیاں چٹکتی ہیں
غنچے لہکتے ہیں
کھل کھل کے مرجھا کے گرتے ہیں
اک فرش مخمل بناتے ہیں جس پر
مری آرزوں کی پریاں عجب آن سے یوں رواں ہیں
کہ جیسے گلستاں ہی اک آئینہ ہے
اس آئینے میں ہر اک نکھری سنور کر مئے
اور مٹ ہی گئی پھر نہ اُبھری
یہ پربت ہے خاموش! ساکن!
کبھی کوئی چشمہ اُبلتے ہوئے پوچھتا ہے کہ
اس کی چٹانوں کے اُس پار کیا ہے
مگر مجھ کو پربت کا دامن ہی کافی ہے، دامن میں وادی ہے
وادی میں ندی ہے، ندی مین بہتی ہوئی ناؤ ہی آئنہ ہے
اس آئینے میں ہر اک شکل نکھری
مگر ایک پل میں جو مٹنے لگی ہے تو پھر وہ نہ اُبھری
یہ صحرا ہے پھیلا ہوا خشک صحرا
بگولے یہاں تند بھوتوں کا عکس مجسم بنے ہیں"(۹)

نظم "سمندر کا بلاوا" میں میرا جی کا فن اوج کمال پر دکھائی دیتا ہے۔ اس نظم میں وہ دنیا کی حقیقت اور ان کا تصور مابعد الطبیعات واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح الفرڈ ٹینی سن کی نظم "دی لیڈی آف شالوط" میں بھی وہ زندگی اور موت تقدیر کے متعلق بھی گفتگو کرتے ہیں۔ ٹینی سن کی یہ وہ نظم ہے جس میں مابعد الطبیاتی رنگ نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اس نظم میں انہوں نے آئینہ اور سایہ کو علامت کے طور پر استعاراتی انداز میں بیان کیا ہے۔ لیڈی آف شالوط کے پاس ایک جادوئی آئینہ ہے۔ جس میں وہ آنے والے دنیا کے مستقبل کے متعلق اور لمحہ موجود میں پیش آنے والے واقعات کو دیکھتی ہے لیکن وہ دنیا کو صرف ان کے عکس اور سایوں کی شکل میں دیکھتی ہے۔ ایسے ہی عکس اور سائے میرا جی کی اس نظم میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔

"مگر میں تو دُور ایک پیڑوں کے جھرمٹ پہ
اپنی نگاہیں جمائے کھڑا ہوں
نہ اب کوئی صحرا نہ پربت نہ کوئی گلستاں
اب آنکھوں میں جنبش نہ چہرے پہ کوئی تبسم نہ تیوری

فقط اک انوکھی ندا کہہ رہی ہے کہ تم کو بلاتے بلاتے
مرے دل پہ گہری تھکن چھا رہی ہے
بلاتے بلاتے تو کوئی نہ اب تک تھکا ہے نہ شاید تھکے گا
تو پھر یہ ندا آئینہ ہے فقط میں تھکا ہوں کسی کو بلاتے بلاتے "(۱۰)

یہ نظم "سمندر کا بلاوا" ان کی مابعد الطبیعاتی شاعری کا سب سے بڑا آرگن ہے۔ ان کے نظریہ مابعد الطبیعات کی تکون، اس کے تین گولوں کی مانند، حسن، عشق، اور موت کے زاویوں پر مشتمل تھی۔ یہی میرا جی کی نظم کا اصل مزاج ہے۔ میرا جی کی یہ نظم ٹینی سن کی نظم "Crossing the Bar" کی ہم پلہ ہے۔ میرا جی نے اس نظم میں موت کی آواز کو سنا ہے، اور اس کی مقناطیسی کشش کو محسوس کیا۔ اس نظم میں میرا جی نظریہء حیات بعد الممات کا قائل دکھائی دے رہا ہے۔ ٹینی سن موت کو ایک پردے سے نکل کر دوسرے پردے میں جانے کو قرار دیتا ہے۔ یہی تصور میرا جی کا بھی ہے۔ اس نظم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میرا جی ملحد نہیں تھے بلکہ وہ مسلمان تھے، اور مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے پر ان کا ایمانِ کامل تھا۔ ان کی آخری رسومات اسلامی شعائر کے مطابق ادا کی گئیں ۔ اس پر اختر الایمان کی گواہی موجود ہے۔ ٹی ایس ایلیٹ کے بقول انسان جیسی زندگی گزارتا ہے اور جیسے خیالات سوچتا ہے ویسے اثرات اس کی شاعری پر مرتب ہوتے ہیں۔ ٹینی سن، علامہ اقبال، میرا جی کا زمانہ سائنسی ایجادات کا اور ٹیکنالوجی کے استعمال کا زمانہ تھا، پس اس کے ردِّ عمل کے طور پر ان کی شاعری میں عناصرِ مابعد الطبیعات کے موضوعات جابجا نظر آتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ رانا، خضر سلطان، انگریزی ادب کا تنقیدی جائزہ، لاہور، بک ٹاک، ۲۰۰۵ء ص ۲۳

2: Tennyson, Alfred, Lord, "selected Poems" (Edited by Aidan day) London, Penguin Classics. Books Ltd.80 street. WC2R England, First Edition, 1991.P409.

3: Tennyson, Alfred, Lord, "The Poetical Works of Alfred, Lord, Tennyson" New York, Happer & Brothers, Franklin Square,1884, P 80.

4: Tennyson, Alfred, Lord, "The Poetical Works of Alfred, Lord, Tennyson" New York, Happer & Brothers, Franklin Square,1884, P 17

۵۔ قریشی، اکبر حسین، ڈاکٹر، مطالعہ اشارات و تلمیحاتِ اقبال، لاہور، اقبال اکیڈمی، ۱۹۸۶ء ص: ۵۲۳

۶۔ اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال، لاہور، خزینہ علم وادب، ۲۰۲۲ء، ص: ۳۷

۷۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، نظم، جدید کی کروٹیں، لاہور، ادارہ ادبی دنیا، ص: ۷۷

۸۔ میرا جی، کلیاتِ میرا جی (نظم: سمندر کا بلاوا)، مرتب: ڈاکٹر جمیل جالبی، لندن، اُردو مرکز، لندن ۱۹۸۸، ص: ۲۲۹

۹۔ ایضاً ص: ۲۳۰

10- ایضاً ص: ۲۳۱

References in Roman Script:

1: Rana, Khizr Sultan, “Angrezi Adab Ka Tanqeedi Jaiza”, Lahore, Book Talk, Mian Chambers, 3 Temple Road, 2005, p.23231

2: Tennyson, Alfred, Lord, “selected Poems” (Edited by Aidan day) London, Penguin Classics. Books Ltd.80 street. WC2R England, First Edition, 1991.P409.

3: Tennyson, Alfred, Lord, “The Poetical Works of Alfred, Lord, Tennyson” New York, Happer & Brothers, Franklin Square,1884, P 80.

4: Tennyson, Alfred, Lord, “The Poetical Works of Alfred, Lord, Tennyson” New York, Happer & Brothers, Franklin Square,1884, P 17

5: Qureshi, Akbar Hussain, Dr., “Mutala Isharat o Talmihat e Iqbal”, Lahore, Academia Iqbal, 1986, p. 523

6: Iqbal, Allama, Dr., “Kuliat-i-Iqbal”, Khazina Ilam o Adab”, Al-Kareem, 2022, p. 73

7: Wazir Agha, Dr., “Nazam, Jadeed Ki Crwaten”, Lahore, Idara e Adabi Dunya, Ishaat 1, p. 77

8: Meera Ji, “Kuliat-i-Meera Ji” (Nazam: Samanadar ka Bulawa) Muratab: Dr. Jameel Jalbi, London, Urdu Markaz, London, Bar e Awwal,1988, p.229

9: Ibid, p.230

10: Ibid, p.231